فاتحہ خلف الامام

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

امام ہو، منفرد ہو، یا مقتدی، ہر ایک کیلئے سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ، فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ : إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ .

''جس نے سورت فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی، وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، مکمل نہیں ہے۔ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟ فرمایا: سورت فاتحہ آہستہ سے پڑھیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك :84/1، صحيح مسلم : 395)

یہ حدیث محدثین کے ہاں بالاتفاق ''صحیح'' ہے۔ اسے امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۹۵۳) نے ''حسن''، امام ابوزرعہ (ترمذی، تحت الحدیث: ۲۹۵۳)، امام ابوعوانہ (۱۶۷۳)، امام ابن خزیمہ (۵۰۲) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۸۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس کا راوی علاء بن عبدالرحمٰن جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ''ثقہ'' ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

''یہ (جمہور) محدثین کے ہاں ثقہ ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 52)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ الْمَشَاهِيرِ دُونَ الشَّوَاذِّ .

''امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کی شاذ روایات کو چھوڑ کر معروف نقل کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب : 4/187)

معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کی روایات کی تنقیح کر کے اس کی صحیح و معروف روایات ذکر کر دیں۔ لہٰذا مذکورہ روایت بالکل صحیح ہے۔

اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ کا معنی:

احادیث محدثین کی ہیں۔ وہی ان کے الفاظ و معانی کے امین ہیں۔ عافیت اسی میں ہے کہ محدثین کے معانی و مفاہیم پر اکتفا کیا جائے۔

محدثین کرام اس حدیث سے مقتدی پر سورت فاتحہ کی قرأت کو لازم قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ محدثین کی روایات کو اپنا معنی پہناتے ہیں، یہ کسی طرح درست نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ منفرد کے بارے میں ہیں، یا سری نمازوں کے بارے میں ہیں، یا تدبر و تفکر پر محمول ہیں، ذیل میں ہم ثابت کریں گے کہ یہ تمام مفاہیم مبنی بر خطا ہیں اور درست معنی وہی ہے جو ائمہ و محدثین نے لیا ہے۔

① جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں، کیا

ہم فاتحہ پڑھیں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھیں۔ جب سوال ہی مقتدی کے بارے میں ہے، تو پھر جواب بھلا منفرد کے بارے میں کیونکر ہوسکتا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ ان الفاظ کا تعلق مقتدی کے ساتھ ہی ہے۔ ائمہ حدیث کا فہم اس کی تائید کرتا ہے۔

② ان الفاظ کا تعلق سری نمازوں سے جوڑنا درست نہیں، کیونکہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

إِنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَ ةَ الْإِمَامِ ....

''میں امام کی قرأت سن رہا ہوتا ہوں......۔''

(مسند الحُميدي : 1004، صحيح أبي عَوانة : 1680)

یہ تو ظاہر سی بات ہے کہ امام کی قرأت سری نمازوں میں نہیں سنی جاتی، لہٰذا اس اثر کو صرف سری نمازوں پر محمول کرنا درست نہ ہوا۔ صحابہ کرام جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کے قائل تھے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتوی آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

نیز سیدنا ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبُقْهُ .

''جب امام سورت فاتحہ پڑھے تو آپ بھی پڑھیے اور امام سے سبقت لے جائیے۔''

(جزء القراء ة للبخاري : 146، وسندهٗ حسنٌ)

علامہ نیموی حنفی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(آثار السنن : 358)

اسی طرح سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی جہری نماز میں امام کے پیچھے

قرأت کرنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ یزید بن شریک تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، فَقَالَ لِي : اقْرَأْ قَالَ : قُلْتُ : وَإِنْ كُنْتُ خَلْفَكَ؟ قَالَ : وَإِنْ كُنْتَ خَلْفِي قَالَ : وَإِنْ قَرَأْتُ .

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: آپ قرأت کیجئے، میں نے عرض کیا: اگرچہ میں آپ کے پیچھے (مقتدی) ہوں؟ فرمایا: جی ہاں، اگرچہ آپ میری اقتدا میں ہوں اور میں قرأت کر رہا ہوں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3748، شرح مَعاني الآثار :218/1، وسندهٌ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے:

اِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

''آپ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھیے۔''

(الأوسط لابن المُنذر : 1324، وسندهٌ صحيحٌ)

احناف بتائیں کہ وہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ ترک کرنے کی وجہ؟

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

''ہم (صحابہ) ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ اور

مزید کوئی سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے۔''

(سنن ابن ماجه : 843، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بھی ظہر وعصر میں امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔

(شرح معاني الآثار للطحاوي :219/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابونضرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ، عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَالَ : فَاتِحَةَ الْكِتَابِ .

''میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے گا؟ فرمایا: سورت فاتحہ پڑھے گا۔''

(القراءة خَلفَ الإمام للبخاري : 27، القراءة للبيهقي : 224، وسندهٗ حسنٌ)

کسی صحابی سے سری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت ترک کرنا ثابت نہیں۔

③ اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ کا معنی تدبر اور غور وفکر کرنا بھی کسی طور درست نہیں، اہل علم نے اس کا معنی کچھ یوں بیان کیا ہے:

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ أَنْ يَتلفَظَّ بِهَا سِرًّا دُونَ الْجَهْرِ بِهَا وَلَا يَجُوزُ حمَلُهٗ عَلٰى ذِكْرِهَا بِقَلْبِهٖ دُونَ التَّلَفُّظِ بِهَا لِإِجْمَاعِ أَهْلِ اللِّسَانِ عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ لَا يُسَمّٰى قِرَاءَةً

وَالْإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ ذِكْرَهَا بِقَلْبِهٖ دُونَ التَّلَفُّظِ بِهَا لَيْسَ بِشَرْطٍ وَلَا مَسْنُونٍ، فَلَا يَجُوزُ حَمْلُ الْخَبَرِ عَلٰى مَا لَا يَقُولُ بِهٖ أَحَدٌ وَلَا يُسَاعِدُهٗ لِسَانُ الْعَرَبِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ سے مراد یہ ہے کہ سورت فاتحہ کو سراً پڑھا جائے، اونچی آواز سے نہ پڑھا جائے۔ان الفاظ کو دل میں فاتحہ پڑھنے اور زبان سے ادا نہ کرنے پر محمول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اہل لغت کا اجماع ہے کہ دل میں پڑھنے کو قرأت نہیں کہا جاتا، نیز اہل علم کا اجماع ہے کہ فاتحہ کو دل سے پڑھنا اور زبان سے ادا نہ کرنا نہ (نماز کی شرائط میں سے کوئی) شرط ہے اور نہ ہی مسنون عمل ہے، لہٰذا اس روایت کو ایسے معنی پر محمول کرنا جائز نہیں، جس کا نہ کوئی قائل ہو اور نہ لغت عرب اس کا ساتھ دے۔ وباللہ التوفیق۔''

(كتاب القراءة خَلفَ الإمام، ص31)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ لِمَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ وَافَقَهٗ أَنَّ قِرَاءَةَ الْفَاتِحَةِ وَاجِبَةٌ عَلَى الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ وَالْمُنْفَرِدِ وَمِمَّا يُؤَيِّدُ وُجُوبَهَا عَلَى الْمَأْمُومِ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَمَعْنَاهُ اقْرَأْهَا سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ وَأَمَّا مَا حَمَلَهٗ عَلَيْهِ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ وَغَيْرُهُمْ أَنَّ الْمُرَادَ تَدَبُّرُ ذٰلِكَ

وَتَذَكُّرُهُ فَلَا يُقْبَلُ لِأَنَّ الْقِرَاءَ ةَ لَا تُطْلَقُ إِلَّا عَلٰى حَرْكَةِ اللِّسَانِ بِحَيْثُ يُسْمِعُ نَفْسَهُ وِلِهٰذَا اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْجُنُبَ لَوْ تَدَبَّرَ الْقُرْآنَ بِقَلْبِهِ مِنْ غَيْرِ حَرَكَةِ لِسَانِهِ لَا يَكُونُ قَارِئًا مُرْتَكِبًا لِقِرَاءَ ةِ الْجُنُبِ الْمُحَرَّمَةِ .

''یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کی دلیل ہے، (جو کہتے ہیں:) امام، مقتدی اور منفرد پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی کیلئے وجوب کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ کا یہ فتویٰ بھی ہے: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ ''آہستہ آواز میں سورت فاتحہ پڑھیے۔'' اس کا معنی ہے کہ اتنی مخفی آواز میں پڑھیے کہ آپ خود کو سنا سکیں۔ بعض مالکیہ وغیرہ نے ان الفاظ سے مراد تدبر کرنا اور یاد دہانی لیا ہے، یہ معنی قبول نہیں، کیونکہ قرأت کا اطلاق تب ہی ہو سکتا ہے، جب زبان کو اتنی حرکت دی جائے کہ خود کو آواز سنائی دے۔ اسی طرح اہل علم کا اتفاق ہے کہ جنبی شخص اگر قرآن میں دل سے تدبر کرے اور زبان کو حرکت نہ دے، تو اسے قرآن پڑھنے والا اور حالت جنابت میں قرأت کرنے پر گناہ کا مرتکب قرار نہیں دیا جاتا۔''

(شرح صحیح مسلم :103/4)

علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب کہتے ہیں:

أَمَّا مَا قَالَ الْمُدَرِّسُونَ مِنْ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْقِرَاءَ ةِ فِي نَفْسِهِ التَّدَبُّرُ وَالتَّفَكُّرُ فَلَا يُوَافِقُهُ اللُّغَةُ .

''(بعض حنفی) مدرسین کا کہنا کہ الْقِرَاءَ ةِ فِي نَفْسِهِ سے مراد تدبر اور تفکر

ہے، (درست نہیں، کیونکہ) اس معنی کی لغت موافقت نہیں کرتی۔''

(العَرف الشّذي :78/1)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جب امام دوران خطبہ سورت احزاب کی آیت نمبر ۵۶ پڑھے، تو:

يُصَلِّي السَّامِعُ فِي نَفْسِهٖ .

''سننے والا آہستہ سے درود پڑھے۔''

(الهداية :123/1)

اس کا مفہوم ''الکفایۃ شرح ہدایہ'' میں یوں بیان ہوا ہے:

أَيْ فَيُصَلِّي بِلِسَانِهٖ خَفِيًّا .

''یعنی زبان سے مخفی آواز میں درود پڑھے۔''

(تحفة الأحوذي : 206/2، مرعاة المفاتيح :113/3)

علامہ مُظہری حنفی صاحب لکھتے ہیں:

«فِي نَفْسِكَ» أَيْ بِحَيْثُ تُسْمِعُ أُذُنَكَ، وَلَا تَجْهَرْ صَوْتَكَ بِحَيْثُ تُشَوِّشُ عَلٰى مَنْ يَقْرُبُكَ، وَمَنْ لَّمْ تَسْمَعْ أُذُنُهٗ قِرَاءَ ةَ نفسِهٖ، لَمْ تَصِحَّ قِرَاءَ تُهٗ .

''فِي نَفْسِكَ کا مطلب ہے کہ اتنی آواز میں پڑھیں کہ آپ اپنے آپ کو سنا سکیں، اتنا اونچا نہ پڑھیں کہ ساتھ والے نمازی کو تشویش میں ڈال دیں۔ جو اپنی قرأت نہ سن سکے، اس کی قرأت درست نہیں۔''

(المَفاتيح شرح المَصابيح : 126/2)

علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: (فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان: فِي نَفْسِكَ کا معنی ہے: سراً قرأت کرنا۔''

(حاشية السّندهي علي سنن ابن ماجه :277/1)

علامہ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: (قَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان (اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) کی مراد ہے کہ اتنی آہستہ قرأت کریں کہ خود کو سنائی دے۔''

(لمعات التنقيح في شرح المصابيح : 583/2)